بسم اللہ الرحمن الرحیم

دریا پہ ہے کہرام علمدار مر گیا

دریا پہ ہے کہرام علمدار مر گیا
عباس ابنِ حیدرِ کرّار مر گیا

جو تھا علی کا شیر اور حمزہ کا جانشیں
وہ کربلا کا جعفرُ الطیار مر گیا

جن بازؤں پہ ناز تھا تجھ کو اے مرتضیٰ
وہ ہاتھ دونوں کٹ گئے دلدار مر گیا

پیوست ہو کے مشک میں اِک تیر رہ گیا
پانی گرا نہر پر اور لاچار مر گیا

بے یاس خیمے کی طرف دیکھا اور دی ندا
آقا مدد کو آؤ وفادار مر گیا

صفرہ کی طرح دَوڑ کر شبیر آ گئے
بولے کمر وہ تھام کر غم خوار مر گیا

اک شور اُٹھا فوج میں سرور کو لوُٹ لو
اب خوف کس کا ہے سپہ سالار مر گیا

کاندھے پہ باپ لاتا ہے اکبر کی لاش کو
آئے مدد کو کون؟ مددگار مر گیا

اصغر کی قبر اشک سے تر کر دی شاہ نے
پانی کہاں ملیگا اب جرّار مر گیا

بس دیکھتی ہی رہ گئی زینب لبِ فرات
سجدے میں آہ سیدِ ابرار مر گیا

اُن ہاتھوں کی قوّت عطا سیف الھدا کو ہو
شانے کٹا کے جو علمبردار مر گیا

وہ ہاتھ ہی حسامی تجھے بخشوائینگے
کٹوا کے جو فرات پہ جرّار مرگیا